صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 03, Issue 02 (October to December 2024)

علاج کی شرعی حیثیت اور تداوی بالحرام کا فقہی مطالعہ

The Shariah Perspective on Medical Treatment and a Jurisprudential Analysis of the Use of Prohibited Substances in Therapy

1-**Hafiz Khlil Ahmad** PhD Scholar Lahore Leads University.
Lecturer Government MAO Graduate College Lahore.
hafizkhlilahmad4@gmail.com
2-**Abdullah Nasir** PhD Scholar, Lahore Leads University.
Lecturer In Islamic Studies,
Superior College Muridke Campus, Pakistan.
nasirabdullah625@gmail.com

Abstract:

Islam offers a comprehensive way of life, providing guidance in all aspects of human existence, including health and medical treatment. This paper explores the Islamic perspective on medical treatment, particularly focusing on the permissibility or prohibition of using substances deemed haram(forbidden) in treatment when no other alternative is available. The study examines the issue of Tadavi bil-haram(treatment with forbidden substances) through the lens of the Quran, Hadith, the perspective of the companions, and scholarly opinions in Islamic jurisprudence. It presents a comparative analysis of various juristic views-including absolute prohibition, absolute permissibility, exceptions for intoxicants, and conditional allowance under necessity. The findings suggest that while treatment is generally permissible and encouraged in Islam, the use of haram substance is only allowed in cases of dire necessity and under strict conditions where no halal alternative exists. This research aims to contribute to the understanding of contemporary medical dilemmas within the framework of Shariah and highlight the guiding principles of Islamic medicine.

Keywords: *Treatment, Islamic jurisprudence, Tadawi bil-Haram, Treatment with forbidden substances.*

علاج کی شرعی حیثیت اور تداوی بالحرام کا فقہی مطالعہ

انسان کی فطرت میں بیماری اور شفا کا تصور ازل سے موجود ہے۔ ہر دور میں لوگ مختلف طریقوں سے علاج معالجہ کرتے رہے ہیں، اور اس ضمن میں طب و حکمت نے بھی بے شمار ارتقائی منازل طے کی ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس نے زندگی کے ہر قسم کے حالات کے متعلق راہنمائی دی ہے، چاہے وہ صحت و تندرستی کے حالات ہوں یا بیماری کے۔ اسلام نے جہاں روحانی امراض کا علاج تجویز کیا ہے وہاں جسمانی بیماریوں کے علاج کی ہدایات بھی دی ہیں۔ انسانی صحت عبادت، معاشرت اور دینی و دنیاوی امور کی ادائیگی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے علاج کی ترغیب دی ہے اور انسان کو صحت و تندرستی برقرار رکھنے کے طریقے بھی سکھائے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں علاج نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں مطلوب بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن اور شہد کو شفا قرار دیا ہے اور آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر حجامہ، دواؤں اور دیگر طبی طریقوں سے علاج فرمایا۔ تاہم، اسلامی تعلیمات میں ایک بنیادی اصول یہ بھی ہے کہ کسی بھی جائز مقصد کے لیے حرام ذرائع کا استعمال ممنوع ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی مرض کا علاج صرف ایسے اجزاء سے ممکن ہو جو شرعی طور پر حرام قرار دیے گئے ہیں، تو کیا ایسے علاج کی اجازت ہوگی؟ اگر اجازت ہے تو اسکی کیا شرائط و ضوابط ہوں گے جن کے تحت علاج کیا یا کروایا جاسکتا ہے؟

یہ مضمون اسی اہم موضوع پر ایک علمی و تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے، جس میں قرآن و حدیث اور فقہی اصولوں کی روشنی میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ علاج کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ تداوی بالحرام کے متعلق فقہاء کرام کی کیا آراء ہیں؟ کن شرائط اور اصولوں کے تحت کوئی حرام چیز بطور دوا استعمال کی جاسکتی ہے؟

علاج کا لغوی مفہوم:

عِلاج بروزن فِعال باب مفاعلہ کا اسم مصدر ہے۔ اسکا فاعل معالِج اور مفعول معالَج ہے۔

عربی لغت "معجم اللغۃ العربیہ المعاصرۃ" میں علاج کے مختلف لغوی معانی بتائے گئے ہیں:

"عالج المريضَ: داواه "عالج العطلَ: بحث عنه وأصلحه- عالج المشكلة: بحث عن أخطائها وصحَّحها"[1]

1 عمر، احمد مختار عبد الحمید، معجم اللغة العربية المعاصرة، عالم الکتب، 1429ھ، 2/1537

"عالج المريضَ: اس کا علاج کیا۔ عالج العطلَ: اس کا پتہ لگایا اور درست کیا۔ عالج المشکلة: اس کی غلطیوں پر غور کیا اور ان کو درست کیا۔"

علاج کرنے والے کو معالِج اور طبیب کہا جاتا ہے۔

عربی لغت میں علاج کے لئے "تداوی اور "طب" کے الفاظ کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے۔

معروف عربی لغت "القاموس المحیط" میں طب کے مندرجہ ذیل لغوی معنی بتائے گئے ہیں۔

"الطِّبُّ :عِلاجُ الجِسْمِ والنَّفْسِ"[2] (جسم اور جان کے علاج کو طب کہا جاتا ہے)

مشہور عربی لغت "لسان العرب" میں لفظ طبیب کی وضاحت کچھ یوں کی گئی ہے۔

"الطبيب في الأصل: الحاذق بالأمور، العارف بها، وبه سمي الطبيب الذي يعالج المرضى"[3]

"کسی بھی کام میں ماہر اور علم رکھنے والے شخص کو اصل میں طبیب کہا جاتا ہے، اسی وجہ سے اس شخص کو بھی طبیب کہا جاتا ہے جو مریضوں کا علاج کرتا ہے۔"

عربوں میں ہر وہ شخص جو اپنے کام میں ماہر ہو اسے طبیب کہا جاتا ہے۔ حماد الجوہری الفارابی (التوفی 393ھ) لکھتے ہیں:

"وكلُّ حاذقٍ طبيبٌ عند العرب"[4] (اور ہر ماہر شخص کو عربوں کے ہاں طبیب سمجھا جاتا ہے)

حاصل کلام یہ کہ عربوں میں ہر وہ شخص جو اپنے علم و فن میں ماہر ہو اسکو طبیب کہا جاتا ہے۔ کیونکہ معالج بھی علاج معالجہ کے بارے میں مہارت رکھتا ہے، اس لیے اسی بھی طبیب کہا جاتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

مشہور طبیب "بو علی سینا" نے طب کی تعریف یوں بیان کی ہے:

"إن الطِّبّ علم يتعرف مِنْهُ أَحْوَال بدن الْإِنْسَان من جِهَة مَا يَصح وَيَزُول عَن الصِّحَّة ليحفظ الصِّحَّة حَاصِلَة ويستردها زائلة"[5]

"طب ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے انسان کے جسم کی حالتوں کو جانا جاتا ہے، کہ کونسی چیز صحت کو درست اور خراب کرتی ہے تاکہ حاصل شدہ صحت کو محفوظ رکھا جاسکے اور زائل شدہ صحت کو دوبارہ حاصل کیا جاسکے۔"

---

2 الفیروزآبادی، ابو طاہر محمد بن یعقوب، (التوفی 817ھ) القاموس المحیط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، 1426ھ، 1/108

3 الافریقی، ابن منظور جمال الدین، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، 1/554

4 الفارابی، ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة، دار العلم للملایین، بیروت، 1407ھ، 1/170

5 ابن سینا، ابو علي، الحسین بن عبد اللہ (التوفی 428ھ) القانون فی الطب، مکتبہ شاملہ، 1/13

ابن معصوم (المتوفی 1120ھ) طب کی تعریف کے بارے میں لکھتے ہیں:

"الطِّبُّ: علمٌ بأَحوال بدن الإنسان يُحْفَظُ بِهِ حاصلُ الصّحَّةِ ويُسْتَرَدُّ زائِلُها" [6]

طب انسان کے جسم کی حالتوں کا ایسا علم ہے جس کے ذریعے صحت کے حصول کی حفاظت اور اسکے زوال کو ختم کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تعریفات کے الفاظ مختلف ہیں لیکن سب کا معنی و مفہوم ایک ہی ہے کہ "طب" انسانی جسم کے احوال کا علم ہے۔ اس کا مقصد جانوروں یا پودوں کے ذریعے انسان کی صحت کو برقرار رکھنا اور بیماری کو ختم کرنا ہوتا ہے۔

علاج کی شرعی حیثیت:

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" [7]

"اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں"

لہٰذا اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے انسان کا صحت مند ہونا ضروری ہے، لیکن بسا اوقات انسان کو مختلف قسم کے امراض لاحق ہو جاتے ہیں، جن کے علاج معالجے کا حکم شریعت میں موجود ہے۔ ذیل میں قرآن و سنت میں موجود چند نصوص کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس بات پر شاہد ہیں کہ علاج معالجہ نہ صرف جائز بلکہ شریعت میں مطلوب بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کو مومنوں کے لیے شفاء قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ " [8]

"اور ہم ایسی چیز یعنی قرآن نازل کرتے ہیں جو شفاء ہے اور رحمت ہے مومنین کے لیے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو مومنین کیلیے شفاء قرار دیا ہے، قرآن جہاں روحانی امراض کے لیے شفاء ہے وہاں جسمانی بیماریوں کے لئے بھی شفاء کا ذریعہ ہے۔ ذیل میں چند ایسے مفسرین کے اقوال ذکر کیے جاتے ہیں، جو قرآن کے جسمانی بیماریوں کے علاج ہونے کے متعلق ہیں۔

---

6 ابن معصوم، السید علی بن احمد بن محمد معصوم الحسینی، الطراز الاول والکناز لماعلیہ من لغۃ العرب المعول، مؤسسہ آل البیت لإحیاء التراث، بیروت، س ن، 2/243

7 الذاریات 56:51

8 الاسراء 82:17

امام فخر الدین رازی (المتوفی 606ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قرآن جسمانی و روحانی دونوں بیماریوں کے لیے شفا ہے:

"وَاعْلَمْ أَنَّ الْقُرْآنَ شِفَاءٌ مِنَ الْأَمْرَاضِ الرُّوحَانِيَّةِ، وَشِفَاءٌ أَيْضًا مِنَ الْأَمْرَاضِ الْجِسْمَانِيَّةِ"[9]

"اور جان لیجیے کی قرآن روحانی امراض کیلیے شفاء ہے، اور جسمانی بیماریوں کیلیے بھی شفاء ہے"۔

مزید لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا كَوْنُهُ شِفَاءً مِنَ الْأَمْرَاضِ الْجِسْمَانِيَّةِ فَلِأَنَّ التَّبَرُّكَ بِقِرَاءَتِهِ يَدْفَعُ كَثِيرًا مِنَ الْأَمْرَاضِ"[10]

"اور جہاں تک قرآن کا جسمانی بیماریوں کے علاج کا تعلق ہے، تو وہ اس لیے ہے کہ اس کی تلاوت سے برکت حاصل کرنا بہت سی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔"

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی 1220ھ) اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقيل من للتبعيض والشفاء الشفاء من الأمراض الظاهرة والمراد من بعض القرآن ما هو يشفى السقيم كالفاتحة ونحوها "[11]

"بعض علماء کے نزدیک مِن تبعیضیہ ہے اور شفا سے مراد جسمانی امراض کی شفاء ہے یعنی قرآن کا کچھ حصہ مثلاً سورۃ فاتحہ وغیرہ جسمانی بیماری کو دور کرنے والا ہے"۔

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ شہد کو بھی شفاء کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ "[12]

" پھر ہر قسم کے پھلوں سے خوراک حاصل کر پھر ان راستوں پر چل جو تیرے ربّ نے آسان بنا دیے اُن (شہد کی مکھیوں) کے پیٹوں سے مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اُس میں لوگوں کے لیے شِفا ہے"۔

علامہ ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"العسل شفاء من كلّ داء، والقرآن شفاء لما في الصدور"[13]

---

9 الرازی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین، مفاتیح الغیب، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ، 21/389

10 الرازی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین، مفاتیح الغیب، 21/390

11 پانی پتی، قاضی ثناء اللہ العثمانی المظہری، التفسیر المظہری، مکتبہ رشیدیہ، پاکستان، 1412ھ، 5/83

12 النحل 69:16

13 طبری، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تأویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1420ھ، 17/250

شہد میں ہر (ظاہری) بیماری سے شفاء ہے اور قرآن ہر اس (باطنی) بیماری سے شفاء ہے جو سینوں میں ہے۔

بخاری شریف کی روایت بھی شہد کے شفاء ہونے کی تائید کرتی ہے:

" أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ.................. فَسَقَاهُ فَبَرَأَ"[14]

" ایک شخص نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو پیٹ کی بیماری ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس کو شہد پلا، پھر دوسری بار آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس کو شہد پلا، پھر (تیسری بار) آیا اور عرض کیا کہ میں نے پلایا (لیکن فائدہ نہیں ہوا) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اس کو شہد پلا، چنانچہ اس نے پھر شہد پلایا تو وہ تندرست ہو گیا"۔

آپ ﷺ نے قرآن اور شہد دونوں سے شفاء حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ سنن ابن ماجہ کی روایت ہے:

" عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ: الْعَسَلِ، وَالْقُرْآنِ "[15] (شفا والی دو چیزوں کو لازم پکڑو: ایک شہد اور ایک قرآن)

ظاہر ہے کہ شہد بعض جسمانی بیماریوں کی دوا ہے اور شہد کے ساتھ قرآن کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں بھی جسمانی امراض کی شفاء ہے۔

حدیث کی کتابوں میں محدثین نے "کتاب الطب" کے عنوان سے باب قائم کیا ہے، جس میں انہوں نے ہر اس روایت کو بیان کیا ہے جو علاج معالجہ سے متعلق ہے۔ اسی طرح سیرت کی کتب میں اس طرح کے بے شمار واقعات ملتے ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر دواء استعمال کی اور مروجہ طریقہ علاج کو بیماری کے زائل کرنے کے لیے اختیار کیا۔ آپ ﷺ نے دواء کے متعلق مختلف ہدایات بھی دیں۔ ذیل میں چند ایسے واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے جو آپ ﷺ کے مختلف مواقع پر علاج کرانے کے متعلق ہیں:

آپ ﷺ کے حجامہ لگوانے کے متعلق مستدرک علی الصحیحین کی روایت ہے:

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ عَلَى الْأَخْدَعَيْنِ، وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ "[16]

"رسول اللہ ﷺ دونوں کندھوں پر پچھنے لگوایا کرتے تھے، اور سترہ اور انیس اور اکیس تاریخ کو پچھنے لگواتے تھے"۔

---

14 البخاري، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر، باب الدواء بالعسل، رقم الحدیث: 5684

15 ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن، کتاب الطب، باب العسل، رقم الحدیث: 3452

16 الحاکم، محمد بن عبد اللہ النیساپوری، المستدرک علی الصحیحین، باب حدیث شعبہ، رقم الحدیث: 7477

آپ ﷺ نے روزے اور احرام کی حالت میں بھی پچھنے لگوائے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ" [17]

"ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے اور روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے"۔

آپ ﷺ نے نہ صرف خود پچھنے لگوائے بلکہ اس طریقہ علاج کو دوسرے لوگوں کیلیے بھی پسند فرمایا۔

صحیح مسلم کی روایت ہے: "إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ" [18]

"بے شک تمہاری دواؤں میں سے بہترین دواء پچھنے لگوانا ہے"۔

اسی طرح جب آپ ﷺ غزوہ احد کے موقع پر زخمی ہوئے اور خون مسلسل بہتا رہا تو حضرت فاطمہ نے چٹائی کو جلا کر آپ ﷺ کے زخم کو بھرا، جس سے خون کا بہاؤ بند ہوا۔

"أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، ۔۔۔۔۔۔ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ" [19]

حضرت سہل بن سعد سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے غزوہ احد کے دن زخمی ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا رسول اللہ کا چہرہ اقدس زخمی کیا گیا اور آگے سے ایک دانت ٹوٹ گیا اور خود آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سر مبارک میں ٹوٹ گئی تھی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خون دھوتی تھیں اور حضرت علی بن ابو طالب ڈھال میں پانی لا کر ڈال رہے تھے جب حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے دیکھا کہ پانی سے خون میں کمی نہیں بلکہ زیادتی ہو رہی ہے انھوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا یہاں تک کہ راکھ بن گئی پھر اسے زخم پر لگا دیا جس سے خون رک گیا۔

صحابہ کرام کو جب شائبہ ہوا کہ کہیں علاج کرانا اللہ پر توکل کے خلاف تو نہیں، اس لیے اس بابت آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم علاج کروایا کریں؟ یا صرف اللہ پر توکل کریں اور کسی قسم کی دواء استعمال نہ کیا کریں؟ اس بارے جامع ترمذی کی روایت ہے:

---

17 الجامع الصحیح البخاری، باب الحجامہ والقیء للصائم، رقم الحدیث:1938

18 النیسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیري، المسند الصحیح المختصر، باب حل اجرۃ الحجامۃ، رقم الحدیث:4121

19 ابو بکر البیھقی، أحمد بن الحسین بن علی الخراسانی، السنن الکبری، باب شھود من لا فرض علیہ القتال، رقم الحدیث:17856

"عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: قَالَتِ الأَعْرَابُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا نَتَدَاوَى؟ قَالَ: " نَعَمْ، يَا عِبَادَ اللَّهِ تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً"[20]

"حضرت اسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ دیہاتیوں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا ہم دوا نہ کیا کریں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ کے بندو، دوا کیا کرو۔ اللہ تعالی نے کوئی مرض ایسا نہیں رکھا کہ اس کا علاج نہ ہو۔

ملا علی قاری (المتوفی 1014ھ) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"بعض صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ بیمار ہونے پر ہم دواء حاصل کیا کریں یا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے علاج چھوڑ دیں؟ آپ ﷺ کا جواب میں "یا عباد اللہ" کے الفاظ کا استعمال اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ علاج کرانا عبودیت کے خلاف ہے اور نہ ہی اللہ پر توکل کے منافی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا علاج کرواؤ مگر شفاء کا یقین دواء پر نہ رکھو بلکہ اللہ پر توکل کرو اور اپنے امور اس کے سپرد کردو"[21]

اسی طرح علامہ عبد الرحمان مبارکپوری (المتوفی 1353ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ علاج کرانا جائز ہے اور اس میں صوفیا کے اس قول کا رد ہے کہ ولایت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک انسان ہر نازل ہونے والی مصیبت پر راضی نہ ہو جائے اور اس بات کا بھی رد ہے کہ علاج کرانا جائز نہیں ہے"[22]

علامہ ابن القیم (المتوفی 751ھ) زاد المعاد میں علاج معالجہ کی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں:

"وَفِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ الْأَمْرُ بِالتَّدَاوِي وَأَنَّهُ لَا يُنَافِي التَّوَكُّلَ، كَمَا لَا يُنَافِيهِ دَفْعُ دَاءِ الْجَوْعِ وَالْعَطَشِ، وَالْحَرِّ، وَالْبَرْدِ بِأَضْدَادِهَا، بَلْ لَا تَتِمُّ حَقِيقَةُ التَّوْحِيدِ إِلَّا بِمُبَاشَرَةِ الْأَسْبَابِ "[23]

"احادیثِ صحیحہ میں علاج کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور یہ توکل کے مخالف نہیں ہے، جیسا کہ بھوک، پیاس، گرمی اور سردی کے مقابلے میں ان کی مخالف چیزوں سے بچاؤ کرنا بھی توکل کے مخالف نہیں ہے، بلکہ توحید کی حقیقت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک انسان اللہ کے مقرر کردہ اسباب کو اختیار نہ کرے۔"

---

20 الترمذي، ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن، بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّوَاءِ وَالحَثِّ عَلَيْهِ، رقم الحدیث: 2083

21 ملا قاری، علی بن محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، دار الفکر بیروت، لبنان، 1422ھ، 7/2870

22 مبارکپوری، محمد عبد الرحمان، تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، 6/159

23 ابن قیم، محمد بن ابو بکر بن ایوب، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1994ء، 4/14

حاصل بحث:

حاصل بحث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان و جن کی تخلیق کا مقصد عبادت قرار دیا ہے اور تخلیق انسان کے مقصد عبادت کو صحیح طریقے سے ادا کرنے کے لیے بھی انسان کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ کا شہد اور قرآن کو بطور نعمت شفاء قرار دینا، آپ ﷺ کا صحابہ کرام کو علاج کروانے کا حکم کرنا اور مروجہ طریقہ علاج کو خود اختیار کرنا، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ علاج معالجہ نہ صرف جائز ہے بلکہ شریعت میں مطلوب بھی ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کا مختلف مواقع پر بیماریوں کا دواء کے ذریعے تدارک کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج کرانا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ علاج کرانا اگر توکل کے خلاف ہوتا تو آپ ﷺ کبھی علاج نہ کراتے کیونکہ آپ ﷺ سے بڑھ کر اللہ پر توکل کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

تداوی بالحرام کی شرعی حیثیت:

حرام اشیاء سے علاج کے متعلق فقہاء کرام کی مختلف آراء مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی رائے:

حرام اشیاء سے علاج مطلقاً حرام ہے۔ یہ حنابلہ اور احناف میں سے امام ابو حنیفہ کی رائے ہے، ان کے نزدیک کسی بھی صورت میں حرام اشیاء سے علاج ناجائز ہے۔

مشہور حنبلی امام "ابن قدامہ "المتوفی (620ھ) حرام اشیاء سے علاج کے بارے میں فرماتے ہیں:

" وَلَا يَجُوزُ التَّدَاوِي بِمُحَرَّمٍ، وَلَا بِشَيْءٍ فِيهِ مُحَرَّمٌ "[24]

"حرام چیز سے علاج جائز نہیں ہے، اور نہ ہی ایسی چیز سے جس میں حرام شامل کیا گیا ہو"۔

خلیل بن اسحاق المالکی (المتوفی 776ھ) حرام اشیاء سے علاج کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لا يَجُوزُ التَّدَاوِي بمَا فِيهِ الْخَمْرُ وَلا بنَجِسٍ"[25]

"اور درست یہ ہے کہ جس چیز میں شراب شامل ہو اس سے علاج جائز نہیں ہے اور نہ ہی ناپاک چیز سے"

امام سرخسی (المتوفی 483ھ) امام ابو حنیفہ کی رائے کے متعلق فرماتے ہیں:

---

24 ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد المقدسی، المغنی، مکتبہ القاہرہ، مصر، 1388ھ، 423/09

25 خلیل بن اسحاق بن موسی المالکی، التوضیح فی شرح المختصر الفرعی لابن الحاجب، مرکز نجیبویہ للمخطوطات وخدمۃ التراث، 1429ھ، 331/8

" لَا يَجُوزُ شُرْبُهُ لِلتَّدَاوِي "[26]

"امام ابو حنیفہ کے نزدیک ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب سے بھی علاج جائز نہیں ہے"۔

دوسری رائے:

حرام اشیاء سے مطلقاً علاج جائز ہے۔ یہ احناف میں سے امام محمد اور امام ابو یوسف کی رائے ہے، ان حضرات کے ہاں حرام اشیاء کو بطور دواء استعمال کیا جاسکتا ہے۔

امام سرخسی (المتوفی 483ھ) امام ابو یوسف کے مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ يَجُوزُ شُرْبُهُ لِلتَّدَاوِي لَا غَيْرَ "[27]

"امام ابو یوسف کے نزدیک ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب صرف علاج کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے دوسرے مقاصد کیلئے نہیں"

علامہ ابن نجیم (المتوفی 970ھ) امام محمد کا موقف بیان کرتے ہیں:

"وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَجُوزُ شُرْبُهُ مُطْلَقًا لِلتَّدَاوِي وَغَيْرِهِ "[28]

"امام محمد کے نزدیک ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب مطلقاً علاج اور دوسرے مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے"

تیسری رائے:

نشہ آور اشیاء کے علاوہ باقی حرام اشیاء سے علاج کرنا جائز ہے۔ یہ شوافع کی رائے ہے، ان کے نزدیک حرام اشیاء سے علاج کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ نشہ آور نہ ہو۔

علامہ نووی (المتوفی 676ھ) اس بارے میں لکھتے ہیں:

"أَنَّ مَذْهَبَنَا جَوَازُ التَّدَاوِي بِجَمِيعِ النَّجَاسَاتِ سِوَى الْمُسْكِرِ "[29]

"ہمارا (شوافع) کا مذہب یہ کہ نشہ آور اشیاء کے علاوہ باقی تمام نجس چیزوں سے علاج جائز ہے"۔

---

26 السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفۃ، بیروت، 1414ھ، 54/1

27 المبسوط، 54/1

28 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار المعرفۃ، بیروت، س ن، 121/1

29 نووی، محیی الدین یحیی بن شرف، المجموع شرح المھذب، دار الفکر، بیروت، س ن، 53/9

چوتھی رائے:

حرام اشیاء سے ضرورت اور مجبوری کی حالت میں علاج جائز ہے۔ یہ اکثر حنفیہ کا موقف ہے اور انہوں نے "ضرورت اور مجبوری" کی شرائط کے ساتھ حرام اشیاء سے علاج کو جائز قرار دیا ہے۔ جب ماہر طبیب یہ بتائے کہ اس مرض کا حلال اشیاء سے علاج ممکن نہیں ہے تو اس صورت میں حرام سے علاج کیا جاسکتا ہے، بلاضرورت و مجبوری کے حلال دواء کے موجود ہوتے ہوئے حرام اشیاء سے علاج جائز نہیں ہے۔

علامہ برھان الدین المرغینانی (المتوفی 616ھ) اس بارے میں لکھتے ہیں:

"فإن الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاءً؛ أما إذا علم أن فيه شفاء، وليس له دواء آخر غيره فيجوز الاستشفاء به"[30]

"حرام سے اس وقت تک علاج جائز نہیں ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس میں شفاء ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور دواء موجود نہیں ہے، تو اس صورت میں جائز ہے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ نے حرام اشیاء سے علاج کے جواز کا فتوی دیا ہے اور امام ابویوسف کے قول کو جزوی طور پر اختیار کیا ہے۔ کیونکہ امام ابویوسف کے ہاں حلال دواء کے موجود ہوتے ہوئے، بلاکسی مجبوری کے، مطلقا حرام اشیاء سے علاج جائز ہے۔ لیکن متاخرین حنفیہ نے ضرورت اور مجبوری کی شرائط کے ساتھ کسی حلال داواء کی عدم موجودگی میں ہی حرام دواء کو جائز قرارادیا ہے۔

چاروں آراء کا جائزہ:

ان چاروں آراء کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر حرام اشیاء سے علاج کے بارے میں فقہاء کرام کی دو آراء ہیں۔ ایک وہ ہیں جو جواز کے قائل ہیں اگرچہ شرائط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو مطلقا تداوی بالحرام کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں دونوں فریقوں کے دلائل کو ذکر کیا جاتا ہے۔

مانعین کے دلائل:

ذیل میں ان فقہاء کرام کے دلائل کو ذکر کیا جاتا ہے، جو حرام اشیاء سے علاج کے ناجائز ہونے کے قائل ہیں:

1۔ آپ ﷺ نے واضح طور پر حرام چیزوں سے علاج سے منع فرمایا ہے، سنن ابی داوٗد کی روایت ہے:

---

30 المرغینانی، برھان الدین محمود بن احمد، المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی فقہ الامام ابی حنیفہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1424ھ، 5/373

"عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ "[31]

"حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دواء دونوں نازل کی ہیں، اور ہر بیماری کی دواء بنائی ہے، لہذا علاج کرو اور حرام سے علاج مت کرو"۔

2۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مینڈک کو علاج کے لیے قتل کرنے سے منع فرمایا، سنن ابی داؤد کی روایت ہے:

"عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ: «أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا"[32]

"حضرت عبد الرحمان بن عثمان سے مروی ہے کہ ایک طبیب نے آپ ﷺ سے مینڈک کو بطور دواء استعمال کرنے کے متعلق پوچھا، تو آپ ﷺ نے اس (مینڈک) کے قتل سے منع فرمایا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ حرام جانور کو بطور دواء استعمال جائز نہیں ہے۔

3۔ آپ ﷺ نے ناپاک چیز کو بطور دواء استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، مسند احمد کی روایت ہے:

عن أبي هريرة، قال: " نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدواء الخبيث "[33]

"حضرت ابو ھریرہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ناپاک چیز کو بطور دواء استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے"۔

4۔ آپ ﷺ نے شراب کو بھی دواء کے طور پر استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، صحیح مسلم کی روایت ہے:

" أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ، سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ، فَنَهَاهُ - أَوْ كَرِهَ - أَنْ يَصْنَعَهَا، فَقَالَ: إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ، وَلَكِنَّهُ دَاءٌ "[34]

"حضرت طارق بن سوید جعفی سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ شراب کے بارے میں سوال کیا، تو آپ ﷺ نے منع فرمایا یا ناپسند کیا کہ اس کی دواء بنائی جائے، تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو دوائی کیلئے تیار کیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ (شراب) دواء نہیں بلکہ بیماری ہے"۔

5۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی بھی یہی رائے تھی کہ حرام اشیاء سے علاج جائز نہیں ہے، مصنف ابن شیبہ میں ہے:

---

31 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن، باب فی الادویہ المکروھۃ، رقم الحدیث:3874

32 ایضا، رقم الحدیث:3871

33 ابن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد، مسند الامام احمد، باب مسند ابی ھریرہ، رقم الحدیث:8084

34 صحیح مسلم، باب تحریم التداوی بالخمر، رقم الحدیث:1984

"عَنْ أَبِي وَائِلٍ، أَنَّ رَجُلًا أَصَابَهُ الصُّفْرُ، فَنُعِتَ لَهُ السَّكَرُ، فَسَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ"[35]

"حضرت ابو وائل سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص کو یرقان ہو گیا، تو اس کے لیے شراب تجویز کی گئی۔ اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: یقیناً اللہ نے حرام کردہ چیزوں میں تمہارے لیے شفاء نہیں رکھی ہے۔"

6۔ حضرت عائشہ نے اس شخص کے لیے جو شراب سے شفاء حاصل کرے، اللہ تعالیٰ سے شفاء نہ دینے کی دعا کی ہے، شرح معانی الآثار میں ان کی یہ دعا نقل کی گئی ہے:

" عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ:قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: «اللهُمَّ لَا تَشْفِ مَنِ اسْتَشْفَى بِالْخَمْرِ" [36]

"حضرت عطاء سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ تو اس شخص کو شفاء نہ دے جو شراب سے شفاء حاصل کرے"۔

حاصل یہ ہے کہ مندرجہ بالا احادیث اور آثار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حرام اور نجس اشیاء کو بطور دواء استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

تداوی بالحرام کے جواز کے قائلین کی طرف سے جواب:

جو فقہاء کرام تداوی بالحرام کے جواز کے قائل ہیں وہ ان احادیث اور آثار کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روایات و آثار حالت اختیار کے متعلق ہیں۔ حالت اختیار کا مطلب یہ ہے کہ اس مرض کی جائز دواء کے موجود ہوتے ہوئے حرام دواء کی ممانعت ہے۔ تداوی بالحرام کی اجازت صرف اس صورت میں ہے جب اس مرض کی کوئی جائز دواء میسر نہ ہو۔ مجوزین تداوی بالحرام نے حرام اشیاء سے علاج کو حالت اضطراری پر محمول کرتے ہوئے جائز قرار دیا ہے۔ حالت اضطرار میں خود اللہ تعالیٰ نے حفاظت جان کے لیے حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ " [37]

---

35 ابن شیبہ، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم، المصنف لابن شیبہ، لمکتبہ الرشد، الریاض، 1409ھ، کتاب الطب، باب فی الخمر یتداوی بہ والسکر، 38/5

36 الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد، شرح معانی الآثار، عالم الکتب، بیروت، 1414ھ، باب حکم بول مایؤکل لحمہ، 1/ 108

37 البقرہ 173:02

"اس نے تو تمہارے لئے بس مردار جانور، خون اور سور حرام کیا ہے، نیز وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو ہاں اگر کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں ہو (اور ان چیزوں میں سے کچھ کھالے) جبکہ اس کا مقصد نہ لذت حاصل کرنا ہو اور نہ وہ (ضرورت کی) حد سے آگے بڑھے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے "وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ"[38]

"اس نے وہ چیزیں تمہیں تفصیل سے بتادی ہیں جو اس نے تمہارے لیے (عام حالات میں) حرام قرار دی ہیں، البتہ جن کو کھانے پر تم بالکل مجبور ہی ہو جاؤ (تو ان حرام چیزوں کی بھی بقدر ضرورت اجازت ہو جاتی ہے)"

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حالت اضطرار میں حرام اشیاء کو کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مختلف مواقع پر تداوی بالحرام کی اجازت دی ہے۔

آپ ﷺ نے حضرت عرفجہ بن اسعد کو سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا، حالانکہ سونا مردوں پر حرام ہے۔ یہ کوئی اضطراری کیفیت بھی نہ تھی جس میں جان جانے کا خطرہ ہو، اس کے باوجود آپ ﷺ نے حرام شے کے استعمال کا حکم دیا۔

سنن ترمذی کی روایت ہے:

" عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ قَالَ: أُصِيبَ أَنْفِي يَوْمَ الكُلَابِ فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَاتَّخَذْتُ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ، فَأَنْتَنَ عَلَيَّ «فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ" [39]

"حضرت عرفجہ بن اسعد فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جنگ کلاب میں میری ناک کٹ گئی تو میں نے چاندی کی ناک لگالی۔ وہ بدبو دینے لگی تو آپ ﷺ نے مجھے سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا"۔

اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت عبد الرحمان بن عوف اور حضرت زبیر کو ریشم کا لباس پہننے کی اجازت فرمائی حالانکہ ریشم کا لباس مردوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے:

"عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرَ شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَعْنِي القَمْلَ - فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الحَرِيرِ، فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ" [40]

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمان بن عوف اور حضرت زبیرؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے انھیں ریشم کا لباس پہننے کی اجازت دی۔ (حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ) میں نے ایک غزوے میں ان حضرات پر ریشمی قمیص دیکھی"۔

---

38 الانعام 119:06

39 سنن الترمذی، باب ما جاء فی شد الاسنان بالذھب، رقم الحدیث: 1770

40 صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الحریر فی الحرب، رقم الحدیث: 2920

قبیلہ عرینہ کی مشہور روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے انہیں اونٹوں کے دودھ کے ساتھ ساتھ پیشاب پینے کا بھی حکم دیا:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ أَعْرَابٌ مِنْ عُرَيْنَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمُوا، ------- حَتَّى صَحُّوا" [41]

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، پھر مدینہ کی آب و ہوا سے ان کی حالت خراب ہو گئی، حتیٰ کہ ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور پیٹ پھول گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے کچھ اونٹوں کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ ان کے دودھ اور پیشاب پییں یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہو گئے۔"

مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حرام اور نجس اشیاء کو بطور دواء استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

فقہاء کرام نے تداوی بالحرام کی مشروط اجازت دی ہے۔ جب کوئی ماہر طبیب یہ دعوی کرے کہ حرام چیز میں شفاء ہے اور اس بیماری کی کوئی جائز دواء موجود نہیں ہے۔ ذیل میں فقہاء کرام کے چند ایسے اقوال کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو تداوی بالحرام کے جواز کے قائل ہیں:

1۔ علامہ برهان الدین المرغینانی (المتوفی 616ھ) فرماتے ہیں کہ حرام شے کو دواء کے طور پر استعمال کرنا اسوقت تک جائز نہیں ہے جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس میں شفاء ہے اور اس مرض کی کوئی حلال دواء بھی موجود نہیں ہے۔ جیسے کسی شخص کو پیاس کی وجہ سے جان جانے کا خطرہ ہو اور اسکے پاس پینے کے لیے شراب کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو تو اس صورت میں اتنی مقدار جس سے اس کی جان بچ جائے پینا جائز ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" فإن الاستشفاء بالمحرم .... على الكفاية " [42]

"حرام سے شفاء حاصل کرنا جائز نہیں ہے جب تک یہ معلوم نہ کہ اس میں شفاء ہے، جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس میں شفاء ہے اور اس کی کوئی اور دواء بھی موجود نہیں ہے تو اس سے شفاء حاصل کرنا جائز ہے"۔

2۔ ملا خسرو (المتوفی 885ھ) نے تداوی بالحرام کے جواز کے لیے کسی مسلم طبیب کی رائے کو شرط قرار دیا ہے۔ یعنی جب کوئی مسلم طبیب یہ دعوی کرے کہ اس مرض کی کوئی حلال دواء موجود نہیں ہے، تو اس صورت میں ضرورت کی بنیاد پر حرام شے کا استعمال جائز ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

41 النسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی، السنن، باب بول ما یؤکل لحمہ، رقم الحدیث:306

42 المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی فقہ الامام ابی حنیفہ، 373/5

"أَنَّهُ يَجُوزُ التَّدَاوِي بِالْمُحَرَّمِ كَالْخَمْرِ وَالْبَوْلِ إذَا أَخْبَرَهُ طَبِيبٌ مُسْلِمٌ أَنَّ فِيهِ شِفَاءً وَلَمْ يَجِدْ غَيْرَهُ مِنْ الْمُبَاحِ مَا يَقُومُ مَقَامَهُ وَالْحُرْمَةُ تَرْتَفِعُ لِلضَّرُورَةِ فَلَمْ يَكُنْ مُتَدَاوِيًا بِالْحَرَامِ" [43]

"حرام جیسا کہ شراب اور پیشاب کو دواء کے طور پر لینا جائز ہے جب کوئی مسلم طبیب یہ خبر دے کہ اس میں شفاء ہے اور اس کے علاوہ اس مرض کی کوئی حلال دواء نہیں ہے، اور حرمت ضرورت کے وقت ختم ہو جاتی ہے، اس کے لیے یہ دواء حرام نہ ہو گی"۔

3۔ علامہ بدر الدین (المتوفی 855ھ) نے فخر الاسلام بزدوی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ان کے مطابق بھی حلال دواء کی عدم موجودگی میں حرام دواء کا استعمال جائز ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"وقال فخر الإسلام البزدوي رَحِمَهُ اللَّهُ: فعل الاستشفاء بالحرام إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء، أما إذا علم أن فيه شفاء وليس له دواء آخر غيره، يجوز الاستشفاء به" [44]

"فخر الاسلام بزدوی فرماتے ہیں کہ حرام سے دواء لینا جائز نہیں ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں شفاء ہے، پس جب معلوم ہو جائے کہ اس میں شفاء ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور دواء موجود نہیں ہے، تو اس سے شفاء حاصل کرنا جائز ہے"۔

4۔ علامہ ابن نجیم (المتوفی 970ھ) فرماتے ہیں کہ جس طرح حالت اضطرار میں بھوک کے لیے مردار اور پیاسے کے لیے شراب کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حلال دواء کے نہ ہوتے ہوئے حرام دواء کا استعمال بھی جائز ہو جاتا ہے۔

"الِاسْتِشْفَاءُ بِالْحَرَامِ يَجُوزُ إذَا عُلِمَ أَنَّ فِيهِ شِفَاءً وَلَمْ يُعْلَمْ دَوَاءٌ آخَرُ" [45]

"حرام سے شفاء حاصل کرنا جائز ہے جب معلوم ہو جائے کہ اس میں شفاء ہے اور کوئی دوسری دواء موجود نہیں ہے"۔

5۔ علامہ ابن عابدین (المتوفی 1252ھ) نے تداوی بالحرام کے جواز کے متعلق علامہ تمرتاشی کا موقف بیان کیا ہے:

"ذَكَرَهُ الْإِمَامُ التُّمُرْتَاشِيُّ وَكَذَا فِي الذَّخِيرَةِ وَمَا قِيلَ إنَّ الِاسْتِشْفَاءَ بِالْحَرَامِ حَرَامٌ غَيْرُ مُجْرًى عَلَى إطْلَاقِهِ وَأَنَّ الِاسْتِشْفَاءَ بِالْحَرَامِ إنَّمَا لَا يَجُوزُ إذَا لَمْ يَعْلَمْ أَنَّ فِيهِ شِفَاءً أَمَّا إنْ عَلِمَ وَلَيْسَ لَهُ دَوَاءٌ غَيْرُهُ يَجُوزُ" [46]

"امام تمرتاشی نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسی طرح ذخیرہ میں بھی آیا ہے، کہ حرام چیز سے علاج کرنا حرام ہے، لیکن یہ بات مطلقاً نہیں کہی جا سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ حرام چیز سے علاج کرنا اس صورت میں جائز نہیں جب یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں شفاء ہے، لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ اس میں شفاء ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور علاج نہیں ہے تو اس کا استعمال جائز ہے"۔

---

43 ملا خسرو، محمد بن فرامرز بن علی، درر الحکام شرح غرر الاحکام، دار احیاء الکتب العربیۃ، س ن، 1/319

44 بدر الدین عینی، ابو محمد محمود بن احمد بن موسی، البنایہ شرح الھدایہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1420ھ، 12/271

45 البحر الرائق شرح کنز الدقائق، 1/122

46 ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، 1412ھ، 5/228

6۔ علامہ یوسف القرضاوی نے حرام دواء کے استعمال کے لیے تین شرائط بیان کی ہیں:

1۔ حرام دواء استعمال نہ کرنے کی صورت میں صحت کو واقعی خطرہ لاحق ہو۔

2۔ حرام دواء کا کوئی حلال متبادل موجود نہ ہو جو مرض کو ٹھیک کر دے۔ 3۔ کوئی مسلمان طبیب یہ دواء تجویز کرے جو دینی لحاظ سے قابل اعتماد ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے شعبے میں ماہر اور تجربہ کار بھی ہو۔[47]

خلاصہ بحث:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے پاکیزہ (طیّب) چیزوں کو حلال اور ناپاک (خبیث) چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ حلال اشیاء کا استعمال نہ صرف دینی لحاظ سے باعث ثواب ہے بلکہ انسانی صحت کے لیے بھی مفید ہے۔ اسی اصول کی بنیاد پر شریعتِ اسلامیہ نے علاج میں حلال دوا کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے، اور حلال دوا کی موجودگی میں حرام دوا کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ نہ صرف شرعی طور پر ناپسندیدہ ہے بلکہ انسانی جسم کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔

فقہائے کرام نے تداوی بالحرام (حرام دوا سے علاج) کے معاملے میں اضطراری حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مشروط اجازت دی ہے۔ احناف کے نزدیک امام ابو یوسفؒ کی رائے کو جزوی طور پر اختیار کرتے ہوئے یہ موقف اپنایا گیا ہے کہ اگر حلال دوا موجود نہ ہو، بیماری شدید ہو اور کوئی ماہر، دیانت دار طبیب اس مخصوص دوا کو مؤثر قرار دے، تو ایسے وقت میں اضطراری حالت کے پیش نظر حرام دوا سے علاج کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

آج کے دور میں امت مسلمہ جہاں دیگر شعبوں میں غیر مسلم اقوام کی محتاج ہو چکی ہے، وہیں طب کے میدان میں بھی انہی پر انحصار بڑھ چکا ہے۔ ایسی صورت حال میں جب ادویات کی تیاری کے دوران حلال و حرام کی تمیز روا نہیں رکھی جاتی، تو عموم بلوہ کے اصول کے تحت شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ عوام الناس کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسی دوا کے استعمال کی گنجائش پیدا کی جائے، تاکہ امت شدید مشقت و تنگی میں مبتلا نہ ہو۔

اسلام نے انسان کے لیے آسانی، حفظ صحت اور دین کی حفاظت کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ اس لیے تداوی بالحرام کا جواز ایک عارضی، اضطراری اور مشروط رعایت کے طور پر ہے، نہ کہ عام اور مستقل حل۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو، حلال ادویات پر اکتفا کریں اور مستقل طور پر حلال دوا سازی کے نظام کو فروغ دیں، تاکہ امت کو فقہی رخصت پر انحصار نہ کرنا پڑے۔

---

47 القرضاوی، ڈاکٹر یوسف، اسلام میں حلال و حرام، مترجم: شمس پیرزادہ، دار البلاغ، لاہور، 2013ء، 78

مصادر و مراجع

1. القرآن الحکیم۔
2. ابن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد، مسند الامام احمد۔ دار الحدیث، قاھرہ، 1416ھ۔
3. ابن سینا، ابو علي، الحسين بن عبد الله (المتوفی: 428ھ) القانون فی الطب، مکتبہ شاملہ۔
4. ابن شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم، المصنف لابن شیبہ، مکتبہ الرشد، الریاض، 1409ھ۔
5. ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، 1412ھ۔
6. ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد المقدسی، المغنی لابن قدامہ، مکتبہ القاھرہ، مصر، 1388ھ۔
7. ابن قیم، محمد بن ابو بکر بن ایوب، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1994ء۔
8. ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن، دار الرسالہ العالمیہ، بیروت، 1430ھ۔
9. ابن معصوم، السید علی بن احمد بن محمد معصوم الحسینی، الطراز الأول والكناز لماعليه من لغة العرب المعول، مؤسسہ آل البیت لإحیاء التراث، بیروت، س ن۔
10. ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار المعرفۃ، بیروت، س ن۔
11. ابو بکر البیھقی، أحمد بن الحسین بن علی الخراسانی، السنن الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1424ھ۔
12. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن، المکتبہ العصری، بیروت، س ن۔
13. احمد مختار عبد الحمید عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، 1429ھ۔
14. الافریقی، جمال الدین ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، طبع سوم، 1414ھ۔
15. البخاري، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ۔
16. بدر الدین عینی، ابو محمد محمود بن احمد بن موسی، البنایہ شرح الھدایہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1420ھ۔
17. پانی پتی، قاضی ثناء اللہ العثمانی المظھری، التفسیر المظھری، مکتبہ رشیدیہ، پاکستان، 1412ھ۔
18. الترمذي، ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن، شرکۃ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1395ھ۔
19. الحاکم، محمد بن عبد اللہ النیساپوری، المستدرک علی الصحیحین۔
20. خلیل بن اسحاق بن موسی المالکی، التوضیح فی شرح المختصر الفرعی لابن الحاجب، مرکز نجیبویہ للمخطوطات وخدمۃ التراث، 1429ھ۔
21. الرازی، أبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین، مفاتیح الغیب، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ۔
22. السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفۃ، بیروت، 1414ھ۔

23. طبری، محمد بن جریر بن یزید، جامع البيان في تأويل القرآن، مؤسسة الرسالة، بیروت،1420ھ۔
24. الطحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد، شرح معانی الآثار، عالم الکتب، بیروت،1414ھ۔
25. الفارابی، ابونصر اسماعیل بن حماد الجوهری، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة، دار العلم للملايين–بیروت،1407ھ۔
26. الفیروزآبادی، أبو طاہر محمد بن یعقوب، (المتوفى:817ھ) القاموس المحيط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بیروت، 1426ھ۔
27. القرضاوی، ڈاکٹر یوسف، اسلام میں حلال و حرام، دار البلاغ، لاہور،2013ء، مترجم: شمس پیرزادہ۔
28. مبارکپوری، محمد عبد الرحمان، تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن۔
29. المرغینانی، برهان الدین محمود بن احمد، المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی فقه الامام ابی حنیفه، دار الکتب العلمیہ، بیروت،1424ھ۔
30. ملا علی قاری، علی بن محمد، مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، دار الفکر بیروت، لبنان،1422ھ۔
31. ملا خسرو، محمد بن فرامرز بن علی، درر الحکام شرح غرر الاحکام، دار احیاء الکتب العربیة، س ن۔
32. النسائی، ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی، السنن، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، حلب،140ھ۔
33. نووی، محیی الدین یحیی بن شرف، المجموع شرح المهذب، دار الفکر، بیروت، س ن۔
34. النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيری، المسند الصحیح المختصر المسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن۔